جلد ۱۱ | ۱۳ ر تبوک ھ ۱۳۴۱ ہش ۱۳ ر ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ ۱۳ ر ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۷

اخبارِ احمدیہ

نخلہ ۷ ر ستمبر (بوقت دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں آج کی شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل شام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کو کچھ اعصابی بے چینی تھی رات نیند اچھی طرح آگئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

قادیان ۹ ر ستمبر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ آج صبح جموں و کشمیر کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے لئے تشریف لے گئے۔

قادیان ۱۱ ر ستمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۹ ر ستمبر کو مع اہل و عیال کپتان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے اور آج ایک بجے دوپہر محترم صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال بکار سلسلہ عازم کلکتہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپکا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس لائے۔ آمین

سوئٹزرلینڈ کے مرکزی شہر زیورک میں خانہ خدا کی تعمیر کا مبارک آغاز

قلبِ یورپ میں تعمیر ہونیوالی سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا

سنگِ بنیاد حضرت سیدہ امۃ الحفیظ صاحبہ مدظلہا العالی نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا

اس بابرکت تقریب میں سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کے نومسلم احباب کے علاوہ متعدد ممالک کے مسلمانوں کی شرکت

زیورک (بذریعہ تار)۔ مبلغ سوئٹزرلینڈ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کی اطلاع کے مطابق یہ خبر خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ مورخہ ۲۵ ر اگست ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے دس بجے اللہ تعالیٰ کے حضور رقت آمیز دعاؤں کے ساتھ سوئٹزرلینڈ کے سب سے بڑے شہر زیورک میں خانہ خدا کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا۔ اور اس طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مبارک عہد میں لنڈن دی ہیگ۔ ہمبورگ اور فرانکفورٹ کے بعد تثلیث، دہریت اور مادیت کے مرکز یعنی قلبِ یورپ میں بھی توحید خالص کی ایک مستقل اور مقدس بنیاد قائم ہو گئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس تعلق میں یہ امر اور بھی زیادہ فرطِ انبساط اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے سوئٹزرلینڈ میں تعمیر ہونے والی پہلی اور یورپ میں تعمیر ہونے والی اس پانچویں مسجد کا سنگِ بنیاد بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واجب الاحترام صاحبزادی حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ آپ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی غرض سے مورخہ ۲۴ ر اگست کو مغربی جرمنی سے زیورک تشریف لائی تھیں آپ نے مورخہ ۲۵ ر اگست کو صبح ساڑھے دس بجے ایک خصوصی تقریب میں مسجد مبارک قادیان کی ایک اینٹ جس پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ الودود نے دعا کی ہوئی تھی۔ اپنے دستِ مبارک سے زیر تعمیر مسجد کی محراب والی جگہ کے نیچے بنیاد میں رکھی اور اس طرح سوئٹزرلینڈ کے اس خوش قسمت قطعۂ زمین نے اس بابرکت مقام کی صورت اختیار کی کہ جو انشاء اللہ العزیز سیاہ و سفید ہر قوم اور ہر نسل کے طالبانِ حق کو ایک ہی نقطۂ اتحاد پر جمع کرنے کا موجب ہو گا اور جہاں سے خاص قلب یورپ میں اسلام کی ان ازلی ابدی صداقتوں کی اشاعت ہو گی جن پر بنی نوعِ انسان کی روحانی، اخلاقی، علمی اور مادی ترقیوں کا دار و مدار ہے۔

مسجد فضل لنڈن کے بعد قلبِ یورپ میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ اس کا سنگِ بنیاد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی مبشر اولاد یعنی "نسلِ سیدہ" میں سے ایک درخشندہ گوہر کے مقدس ہاتھوں سے رکھا گیا ہے۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی حضور علیہ السلام کی اسی مبشر اولاد میں سے ہیں جس کے ذریعہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی نوروں کی اشاعت مقدر کی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو اپنے دستِ مبارک سے مسجد فضل لنڈن کی بنیاد رکھی تھی۔ اور اب ۳۸ سال کے بعد حضرت سیدہ موصوفہ نے ۲۵ ر اگست ۱۹۶۲ء کو اپنے دستِ مبارک سے مسجد زیورک کی بنیاد رکھی ہے جس طرح ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک یادگاری دن ہے اسی طرح ۲۵ ر اگست ۱۹۶۲ء کا دن بھی جماعت میں ایک یادگاری دن کی حیثیت رکھتا ہے قلبِ یورپ میں تعمیر ہونے والی اس مسجد کی سنگِ بنیاد کی مبارک تقریب میں سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کے نومسلم احمدی احباب کے علاوہ متعدد ممالک کے مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔ پریس نے اس تقریب میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ چنانچہ اخبارات اور ریڈیو کے نمائندے خاص تعداد میں آئے ہوئے تھے ریڈیو نے تقریب کی پوری کارروائی ریکارڈ کرنے کے علاوہ حضرت سیدہ موصوفہ کا ایک خصوصی پیغام بھی ریکارڈ کیا جس کا امام مسجد ہمبورگ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ تقریب کے اختتام پر مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ غلبۂ اسلام کے ضمن میں جماعت کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اس میں بے انداز برکت ڈالے اور اس کے فضل سے تثلیث اور دہریت اور مادیت کے مرکز میں حقیقی توحید کی یہ مقدس بنیاد مستحکم سے مستحکم تر ہوتی چلی جائے اس کا وجود یورپ اور سارے مغرب میں اشاعت اسلام کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ثابت ہو۔ اہلِ مغرب تثلیث کو الوداع کہہ کر چشمۂ توحید پہ دل و جان سے نثار ہوں اور جوق در جوق اسلام میں داخل ہو کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے لگیں۔ آمین اللھم آمین ثم آمین

تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ

چندہ جلسہ سالانہ

امسال ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸، ۱۹ و ۲۰ ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ لیکن تا حال چندہ سالانہ کی مد میں بلحاظ بجٹ بہت ہی کم ہے باوجود دیگر احباب جماعت و عہدیداران کی خدمت میں بذریعہ املان اخبار بدر و دیگر تحریکات برابر یاد دہانی کرائی جاتی رہی ہے کہ یہ چندہ لازمی چندہ جات میں سے ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے اس کی شرح ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ یا سال کی آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ ہے۔ اس چندہ کی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی چاہیئے۔ تاکہ جلسہ سے قبل انتظامات کیلئے رقم کام آسکے۔

جن جماعتوں نے تا حال اس بارے میں اپنا فرض ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ پورا ادا نہیں کیا ان کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ جلد از جلد یہ چندہ وصول کرکے مرکز میں بھجوا دیں اور جن جماعتوں کے پاس وصول شدہ چندہ موجود ہو جلد مرکز میں ارسال فرما دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۲ء

قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اور احباب کی شمولیت

نظارت دعوت و تبلیغ کے متواتر اعلانات سے احباب اس بات سے بخوبی واقف و آگاہ ہو چکے ہیں کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اس سال بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ یہ ایک بابرکت اجتماع ہے جو سال کے بعد آتا ہے۔ جس سے انفرادی اور جماعتی فوائد اس طرح پر منصۂ شہود پر آ چکے ہیں کہ اپنے تو اپنے بیگانے سب اس کے معترف ہیں یہی وجہ ہے کہ بابرکت ایام کی یاد آتے ہی دل میں ایک غیر معمولی سی حرکت اور انبساط پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایک احمدی کے اپنے دل میں اپنے روحانی مرکز کی طرف مائل ایسی ہی کشش اور جذبیت پایا جاتا ہے جو ایک بچہ کو اپنی ماں کی یاد کے نتیجہ میں۔ ایک احمدی خواہ کسی قدر دور دراز حصہ میں فروکش ہو جلسہ سالانہ کے بابرکت اجتماع کا تصور کرتے ہی بے اختیار دیوانہ وار اپنے مرکز میں پہنچنے کے لئے بیقرار ہونے لگتا ہے یہ چیز اس کی قوت ایمانی اور مرکز کے ساتھ اس کے دلی لگاؤ اور گہرے تعلق کی علامت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اسے غیر معمولی اخراجات کی مجبوری یا دیگر حالات کی ناسازگاری کے باعث عملی طور پر حاضر ہونے سے قاصر ہو۔ لیکن کم سے کم یہ تمنا و آرزو تو اس کے اندر ایک نیا جذبہ ایمان اور مرکز سے والہانہ محبت تو پیدا کر دیتی ہے۔ اور اسی سے اندازہ کیجئے اس شخص کے ازدیاد ایمان کی حالت کا جو بعض قسم کی مجبوریوں اور معذوریوں پر غالب آتے ہوئے اور ایک گونہ ایسے موانع کا جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہوئے مرکز سلسلہ میں پہنچ جاتا ہے۔!!

جب جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی ایسے تازہ اور زندہ متحرک ایمان پر رکھی گئی ہے جس کا لازمی نتیجہ ہر احمدی کی فعال اور متحرک زندگی کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اسی لئے ہر احمدی کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہر ایسے موقعہ سے پورا پورا فائدہ اٹھائے گا۔ جس سے اس کے نخل ایمان کی آبیاری اور زندہ یقین میں پختگی کے سامان ہوں!!

اور یہ بات تو اپنے اندر ایک ناقابل تردید حقیقت رکھتی ہے کہ مقدس مقامات کی زیارت اور صالحین کی صحبت ہمیشہ مقصد کو قریب سے قریب تر کر دیتی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع میں یہ دونوں امور بوجہ اتم میسر آ جاتے ہیں۔

اس بات پر غور کیجئے کہ مقدس امام الزمان علیہ التحیۃ والسلام نے اس اجتماع میں حاضر ہونے والوں کے حق میں جو درد بھری دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے اثرات و انعکاسات ستر سال کے لمبے عرصہ سے برابر مشاہدہ میں آ رہے ہیں۔ ان حالات میں کون ہے جو اس میں شمولیت کو اپنے لئے خوش نصیبی کا باعث قرار نہ دے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے کی تحریک فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنے سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔"

پھر فرمایا:-

"اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

اس کے بعد اس بابرکت اجتماع میں شامل ہونے والوں کے حق میں جس طور پر حضور نے دعا فرمائی وہ اور بھی روح پرور ہیں حضور فرماتے ہیں:-

"بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو اے خدا ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطاء فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ کو ہے۔ آمین ثم آمین۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

بیشک عمومی رنگ میں ہر احمدی ہی ان اغراض و مقاصد کے ماتحت مرکز سلسلہ کے لئے بابرکت سفر کرنے کا مخاطب ہے تا اس سے اُسے وہ روحانی فوائد حاصل ہوں جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن بدلے ہوئے بین الملکی حالات کے باعث ساری دنیا کے احمدی باوجود بڑی خواہش اور تمنا رکھنے کے اپنے محبوب مرکز میں عملی حاضری سے معذور اور قاصر ہیں۔ لیکن ہندوستانی احباب جماعت کو یہ سہولت اور شرف حاصل ہے کہ وہ بلا روک ٹوک جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز میں پہنچ کر اس کی برکات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ بنا بریں جماعت کے ایک حصہ کی عملی حاضری سے مجبوری محرومی ہندوستانی احباب پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد کرتی ہے کہ وہ اپنی مخصوص حاضری کے ساتھ اس کمی کو ممکن حد تک پورا کرنے کی سعی کریں اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے کے لئے غیر معمولی قربانی اور اپنے تئیں مشقت اور تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت ہو گی لیکن کیا ہی خوب! خدا تعالیٰ آپ کے نفوس اور محبت میں برکت ڈالے! اچھی صحت کی صورت میں ایسی تمام رکاوٹیں کچھ اہمیت نہیں رکھتیں۔ ہاں ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ انسان عزم و ہمت کرے جب عزم پختہ ہو جائے تو رستہ نکل آیا کرتا ہے۔ اور عنایات الٰہیہ خود اُس بندۂ خدا کے لئے سہولت اور آسانی کے حالات پیدا کر دیتی ہیں!!

جیسا کہ جلسہ کی تاریخوں کے اعلان سے واضح ہو جاتا ہے جلسہ کے انعقاد میں ابھی چند ماہ باقی ہیں جو مناسب حال تیاری کے لئے بہت کافی ہیں۔ دوست ابھی سے جلسہ میں شمولیت کا عزم کریں اور اس کے لئے مناسب تیاری ابھی سے شروع کر دیں۔ تا وقت آ جانے پر انہیں کسی طرح کی پریشانی نہ ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں جو درد مندانہ دعائیں فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آنے والے تمام دوستوں کے حق میں قبول فرمائے۔ اور ان برکات سے وافر حصہ دے جو اس بابرکت اجتماع سے وابستہ ہیں۔ آمین ثم آمین۔

اس موقعہ پر احباب جماعت کو کوشش کرنی چاہیے کہ غیر از جماعت افراد کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے ہمراہ لائیں تا وہ مرکز سلسلہ میں آ کر جماعت کو قریب سے مطالعہ کر سکیں اور حق اُن پر کھل جانے کی صورت میں وہ بھی سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو صحیح بنیادوں میں پھیلانے کی سعادت پانے والوں میں شامل ہوں اور فدائیانِ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو۔

امتحان کتب سلسلہ بتاریخ ۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء

مختلف جماعتوں کے مسلسل اصرار اور گوناگوں سہولتوں کے پیش نظر کتب سلسلہ کے امتحان میں کسی قدر تبدیلی کر دی گئی ہے۔ لہٰذا اب یہ امتحان بجائے ۱۶ ستمبر ۱۹۶۲ء کے ۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو لیا جائے گا۔

احباب اس مہلت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہوئے کثیر تعداد اور مکمل تیاری کے ساتھ اس امتحان میں شریک ہو کر روحانی برکات کے وارث بنیں۔

ناظر تعلیم و تربیت سلسلہ احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کے ہر فرد کو یہ سمجھنا چاہیئے

کہ

خدمتِ دین کا کام میرے ہی سپرد ہے اور میں ہی اس کے پورا کرنے کا ذمہ دار ہوں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ——— فرمودہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے بارہا اپنے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے اور اب پھر دلاتا ہوں کہ ہم نے ایک خاص اور اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہمیں یہ کام کرنا ہے اور نہ صرف یہ کہ ہم نے کرنا ہے بلکہ یہ کہ ہماری ترقی ہماری بہبودی اور ہماری کامیابی کے لئے اس کا پورا ہونا نہایت ضروری ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ یہ کہ اگر ہم اس کام کو نہ کریں گے تو ہماری ناکامی اور نامرادی کا ٹھکانا نہیں وہ

کام کیا ہے

یہی کہ اسلام کو یعنی خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کو اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے رشتہ کو ہم اپنی ذاتوں میں ہی مضبوط نہ کریں گے بلکہ دوسروں میں بھی اسے قائم کریں گے۔ اور ان کے ...... دلوں میں اس رشتہ کو مضبوط کر دیں گے یہ کام کوئی معمولی کام نہیں پھر یہ کوئی ایک دن میں یا دو دن میں یا تین دن میں ہونے والا کام نہیں اور کسی معمولی کوشش کے نتیجہ میں ہم اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ بہت بڑا کام ہے جو ایک نسل کے کرنے کا بھی نہیں۔ دو نسلوں کے کرنے کا بھی نہیں بلکہ یہ ایسا کام ہے کہ ہر نسل جو آئے گی اسی کا یہ کام ہوگا کیونکہ یہ کام جو ہم نے اختیار کیا اور اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور وہ مرا لیا ہے جس دن ہم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اسی دن سے ہمارے ذمہ ڈالا گیا ہے کہ بنی نوع انسان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے کہ یہ کام کرے اور اگر یہ کام نہ ہوتا تو خدا بندہ کو پیدا ہی نہ کرتا ہیں

انسان کی پیدائش کی غرض

ہی یہ ہے کہ خود خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور دوسروں کا تعلق پیدا کرائے۔ اسی کا نام دین ہے۔ یہی اسلام ہے۔ اسی کو مذہب کہا جاتا ہے۔ اس سے باہر نہ کوئی مذہب ہے نہ سلسلہ ہے نہ دین ہے۔ یہی ہماری اور نہ صرف ہماری بلکہ ہمارے باپ دادوں کی بھی پیدائش سے پہلے یہ کام ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے اور یہ ایسا کام ہے کہ اس کو چھوڑنے کے ہم مجاز نہیں ہیں۔ دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ جس کام کو جی نہ چاہے اسے چھوڑ کر دوسرا اختیار کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی زراعت کرنا نہیں چاہتا تو زمین بیچ کر تجارت شروع کر دیتا ہے اگر کوئی تجارت نہیں کرنا چاہتا تو مال فروخت کر کے روپیہ زمینداری میں لگا دیتا ہے پھر یہ بھی مختار ہے کہ کوئی شخص ان دونوں کو پسند نہ کرے وہ کوئی ملازمت اختیار کر کے اس سے زندگی بسر کرتا ہے پھر ہو سکتا ہے کہ کوئی آزاد پیشہ اختیار نہ کرے۔ نوکری کرے پھر ان کے علاوہ ان کاموں کی اور قسمیں ہیں۔ ایک زمیندار کی مرضی ہے کہ چاہے گیہوں بوئے چاہے روئی۔ ایک تاجر کی مرضی ہے کہ خواہ کپڑے کی تجارت کرے خواہ غلہ یا پرچون کی تجارت کرے یا مشینوں کی کسی چیز کی کرے اس کی مرضی ہے۔ اسی طرح ایک ملازم کا اختیار ہے کہ اگر اس کا دل چاہے تو ریلوے میں نوکری کرے اور اگر اس کو پسند نہیں کرتا تو ڈاکخانہ میں کرے۔ یہی حال پیشوں کا ہے چاہے کوئی نجاری کا کرے یا معماری چاہے کوئی ڈاکٹری کا کرے یا وکالت اختیار کرے۔ کوئی پیشہ اختیار کرے یہ اس کے اختیار کی بات ہے مگر یہ کام جو ہمارے ذمہ ہوا ہے۔ یہ ان کاموں میں سے نہیں ہے جو ترک کیا جا سکتا ہے اس کا بدلنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ جس طرح کسی کے اختیار میں یہ تو ہے کہ جو پیشہ چاہے اختیار کرے اور جو کام پسند کرے وہ کرے۔ لیکن یہ کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ قانون قدرت نے جو ذرائع ان پیشوں اور کاموں میں کامیابی کے حصول کے مقرر کئے ہیں ان کو چھوڑ کر اور طرف نکل جائے یہ بات تو اس کے اختیار میں ہے کہ ایک دفتر کی کلرکی نہیں کرنا چاہتا تو دوسرے کی کرے مگر وہ یہ نہیں کر سکتا کہ آنکھوں سے لکھے اور ہاتھوں سے دیکھے۔ اسی طرح اس بات میں ہمارا اختیار نہیں جس کو اس زندگی کا اصل مقصد کوئی اور قرار دیتے ہیں۔

انسان کی زندگی کی مثال

اس مسافر کی طرح ہے جس کو ایک جگہ تک دو جانے اور ..... دیا جائے کہ تم فلاں جگہ پہنچو اور اسے راستہ میں ٹھہرنے اور گزرنے کی منزلیں بھی بتا دی جائیں۔ اب اسے یہ تو آزادی ہے کہ سر ڈالے کہ خواہ دائیں پہلو پر چلے یا بائیں پر۔ اور یہ بھی وہ کر سکتا ہے کہ کسی جگہ ٹھہر کر آرام کرے۔ لیکن یہ نہیں کہ جہاں اسے پہنچنا ہے اسے چھوڑ کر کسی اور طرف چل پڑے۔ اسی طرح انسان کی مثال ہے۔ انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ملنا اور اس تک پہنچنا ہے۔ اس کے لئے اسے راستہ اور راستہ کی منزلیں بتا دی گئی ہیں۔ کہ اس طریق سے جانا ہے اور یہ شریعت ہے۔ باقی یہ اسے آزادی دے دی گئی ہے۔ وعدہ کپڑے پہنو یا ادنیٰ۔ اعلیٰ کھانا کھاؤ یا معمولی۔ جو خیر میوا سے کسی رنگ میں چاہو استعمال کرو۔ مگر

اصل مقصد کو نہیں بھولنا

اور اس کی مقررہ منزلیں نظر انداز نہیں کرنی یعنی احکام شریعت کو نہیں چھوڑنا۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ پس انسانی زندگی کا ہر ایسا مقصد ہے جس میں آدم سے لے کر اب تک کوئی تبدیلی نہیں کر سکا دنیا نے بڑی ترقی کی ہے اور بڑی بڑی اہم باتوں میں کامیابی حاصل کی ہے مگر اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکا۔ پھر یہ ایسا مقصد نہیں ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاصل کر لیا تو اور کسی کو اس کے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں یا اس کے لئے اس کا حاصل کرنا ضروری نہیں۔ اسلام میں کفارہ نہیں۔ یہ نہیں کہ ایک کامیاب ہو گیا تو دوسروں کو اس کی کامیابی سپرد کر دی جائے گی۔ جس طرح اسلام یہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک جرم کرے تو دوسرے کو پکڑا جائے اسی طرح یہ بھی جائز نہیں رکھتا کہ ایک اعمال کرے تو دوسرے کو اس کا بدلہ مل جائے حضرت مسیح کہتے ہیں میرے پیچھے وہی آ سکتا ہے جو اپنی صلیب آپ اٹھائے یعنی خود عمل کرے اسلام بھی یہی کہتا ہے۔ حضرت مسیح نے تمثیلی رنگ میں کہا کہ وہی انسان اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے جو اپنی صلیب آپ اٹھانے دوسرے کے اٹھانے سے نہیں پہنچ سکتا

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی یا آپ کے صحابہؓ کی ترقی یا حضرت مسیح موعود کی ترقی یا آپ کے صحابہ کی ترقی کی وجہ سے دوسرے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا کام پورا ہو گیا بلکہ ہر ایک اس کے لئے خود کوشش کرنی چاہیئے اور جب تک ہر ایک کوشاں نہ ہوگا اس میں کامیابی نہیں ہوگی۔ تجربہ دیکھتا ہوں کہ لوگ

نا فہموں سے دھوکہ

کھاتے ہیں۔ وہ جب یہ سنتے یا پڑھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں کام کیا تو سمجھتے ہیں وہ تو خدا کے رسول تھے جو کام انہوں نے کیا وہ ہمارے کرنے کا نہیں ہے گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم پر اس کام کے کرنے کا بوجھ رکھا تھا اور نعوذ باللہ ان پر ناراضگی تھی کہ ان کے لئے شرط لگا دی کہ یہ کام کرو گے تو جنت ملیگی۔ مگر یہ خدا کے ایسے پیارے ہیں کہ ان کے لئے نہ ایسے کوئی کام نہیں کہا بجائے اس کے اگر یہ سمجھتے کہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے یہ کام رکھے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے زیادہ تھے تو اگرچہ یہ بھی [illegible] ہوتا مگر ایک بات تھی چنانچہ صحابہ میں سے جو ابھی اعلیٰ مقام پر نہ پہنچے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں اس قدر عبادت کرتے ہیں۔ آپ تو خدا کے پیارے اور محبوب ہیں۔ یہ ایسی بات ہے جو بظاہر کہی جا سکتی تھی مگر یہ بھی غلط تھی کہ آپ کو عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر یہ غلطی ایسی تھی کہ جس کے متعلق مٹھوکر کھانی ممکن تھی۔ اس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں اس اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ مجھے اعمال کی ضرورت نہیں ہے تو میرا کام ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی اور زیادہ عبادت کروں کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان ہوا ہے اور اگر مجھے اعمال کی ضرورت ہے تو بھی میرا کام ہے کہ

خدا تعالیٰ کی عبادت

کروں تاکہ مجھ پر اور فضل نازل ہوں۔

اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دیا کہ دونوں حالتوں میں انسان باہر نہیں ہو سکتا جب تک اس اعلیٰ مقام

شمالی بورنیو میں تبلیغ اسلام

۱۔ ملاقاتیں ۲۔ تقاریر اور لٹریچر کی اشاعت
۳۔ چھ افراد کا قبول اسلام

از مکرم مرزا محمد ادریس صاحب مبلغ بورنیو

عرصہ زیر رپورٹ (جنوری تا اگست) میں کوڈٹ شہر میں مسلمانوں کی تین روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں خاکسار شریک ہوا۔ بورنیو کے چاروں اطراف سے مسلمانوں کا علمی اور چیدہ چیدہ طبقہ اس تقریب میں شامل ہوا۔ اس سے قبل مسلمانوں کی تاریخ میں کبھی اتنا بڑا اجتماع نہیں ہوا۔ تبلیغی لحاظ سے یہ اجتماع بڑا مفید رہا۔ کثرت سے تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنے کا موقعہ ملا۔ کوڈٹ میں خاکسار کا قیام جن صاحب کے ہاں رہا وہ بھی عرب تھے ان کو عربی کتب پڑھنے کے لئے دیں۔ قریباً ہر رات ان سے اور دوسرے احباب سے جو وہاں مقیم تھے دینی گفتگو ہوتی رہی۔ کوڈٹ کانفرنس میں حکومت ملایا کے وزیر صحت اور نائب وزیر داخلہ بھی شامل ہوئے۔ نائب وزیر داخلہ نے تنکو عبد الرحمٰن وزیر اعظم ملایا کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو خاص طور پر اس کانفرنس کے لئے بھیجا گیا تھا۔ دونوں وزیروں کو جماعت کا لٹریچر، اسلامی اصول کی فلاسفی۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ Peace بطور تحفہ دیا گیا۔

سراوک کی قومی نیشنل پارٹی کے جنرل سیکرٹری آونگ عثمان بھی کوڈٹ کانفرنس میں شریک ہوئے ان کو بھی جماعت کا لٹریچر دیئے جانے کے علاوہ ہوٹل میں ان کی جائے قیام پر دو دفعہ ملاقات کی گئی۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے متعلق اچھا اثر لے کر گئے۔

سپیٹنگ کے علاقہ میں پہلی بار جانے کا موقعہ ملا۔ وہاں ایک معزز اور صاحب اثر و رسوخ دوست حاجی منگاں رہتے ہیں۔ جو مشہور تاجر ہیں۔ اور کونسل کے ممبر بھی ہیں۔ ان سے جیسلٹن میں تجارت کے سلسلہ میں آمد و رفت کی وجہ سے پہلے سے تعارف تھا۔ اس لئے وہاں پر ان کے گھر میں قیام کیا۔ دینی مسائل کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ عشاء کی نماز کے بعد حاجی صاحب نے اپنے گھر دعوت طعام دی اور علاقہ کے چند احباب کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ تین گھنٹہ تک دینی گفتگو ہوتی رہی۔ بعض احباب نے سوالات بھی کئے۔ ان کو جوابات دیئے گئے۔ سپیٹنگ میں میرے قیام کے دوران حاجی موصوف کی دکان پر حسن اتفاق سے ایک ڈسٹرکٹ آفیسر پہنچ گیا۔ حاجی صاحب نے میرا تعارف کرایا۔ کہ یہ جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں۔ ڈسٹرکٹ آفیسر نے اسلام میں تعدد ازدواج اور شراب کی حرمت کے متعلق چند سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ نیز مشن کا رسالہ Peace کی دو کاپیاں مطالعہ کے لئے دیں۔

جیسلٹن میں زیر تبلیغ احباب کے گھروں میں جا کر جماعت کا لٹریچر دیا گیا اور تبلیغ کی گئی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ Peace دیا گیا۔ جیسلٹن سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر توران میں گیسٹ کالج واقع ہے۔ جہاں پر ایک دو دفعہ گیا کالج کے اساتذہ کو لٹریچر دیئے کے علاوہ مسائل حاضرہ پر گفتگو و تبلیغ کا موقعہ ملا۔

فلپائن کے چند غیر احمدی احباب تجارت کے سلسلہ میں بورنیو آئے۔ ان کی خواہش پر ان کو لٹریچر دیا گیا۔ نیز مختصر طور پر جماعت کے قیام کی غرض و غایت بتائی۔

راناؤ کے علاقہ کے آٹھ افراد جیسلٹن آئے انہوں نے دو دن مشن ہاؤس میں قیام کیا ان کو تبلیغ کا موقعہ ملا۔ رانانؤ کے احمدی دوست چیف امان کے ساتھ ایک معزز غیر احمدی دوست نے مشن ہاؤس میں چار روز قیام کیا۔ یہ دوست ایک عرصہ سے زیر تبلیغ ہیں۔ احمدیت کی صداقت کے قائل ہیں مگر ابھی تک ان کو بیعت کی توفیق نہیں ملی۔ احباب جماعت سے خاص طور پر ان کے لئے دعا کی درخواست ہے

رانانؤ کے ایک عیسائی ٹیچر نے ایک مجلس میں اسلام کے متعلق چند سوالات دریافت کئے جن کے جوابات اسی مجلس میں دیئے گئے۔ رانانؤ میں ایک غیر احمدی ڈریسر مسٹر جمیل کے گھر دو تین دفعہ گیا۔ جماعت کا لٹریچر دینے کے علاوہ ان کے ساتھ گفتگو بھی ہوئی۔

تبلیغی مجالس

جماعت احمدیہ شمالی بورنیو کی طرف سے ہر سال عیدین کے موقع پر تبلیغی مجالس منعقد کی جاتی ہیں جن میں اسلام کے محاسن دیگر مذاہب کے مقابلہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔ خدا کے فضل سے امسال بھی عیدین کے موقعہ پر تبلیغی مجالس جیسلٹن ہوٹل میں منعقد کی گئیں جن میں ہر طبقہ کے افراد انگریز۔ ہندوستانی چینی۔ ملائی مسلم و غیر مسلم سب شامل تھے عید الفطر کی تقریب پر جیسلٹن ہوٹل میں ٹی پارٹی دی گئی۔ اس تقریب پر قریباً ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔

عید الاضحیہ کی تقریب پر جو تبلیغی ٹی پارٹی ہوئی اس موقع پر اسلام اور امن کے موضوع پر تقریر کی جس کا سامعین پر خدا کے فضل سے اچھا اثر پڑا۔ مقامی اخبار کا نمائندہ بھی موجود تھا۔ اس نے ہماری پارٹی کی خبر اور تقریر کا خلاصہ بڑے اچھے الفاظ میں نمایاں جگہ پر شائع کیا۔

سنڈاکن کے اخبار "بورنیو ٹائمز" نے تقریر کا خلاصہ دو قسطوں میں شائع کیا۔

رمضان المبارک میں ایک احمدی دوست کے گھر جا کر قرآن مجید اور حدیث کا درس دیا۔

ملایا کے وزیر اعظم نے جب یہ تجویز پیش کی کہ سنگاپور۔ سراوک۔ برونائی اور شمالی بورنیو کو ملایا میں شامل کر دیا جائے۔ اور ملک کا نام ملیشیا رکھا جائے اس سلسلہ میں ایک عیسائی نے اخبار ساباٹائمز میں لکھا کہ ملیشیا کا خیال ویسے تو بڑا اچھا ہے۔ مگر ایک خطرہ ہے کہ ملایا میں چونکہ "مسلم سٹیٹ" ہے۔ اس لئے اگر بورنیو کو ملایا میں شامل کیا گیا تو یہاں بھی مسلم سٹیٹ بن جانے کی وجہ سے آزادی مذہب نہیں رہے گی۔ میں نے اس کے جواب میں اخبار میں خط شائع کروایا کہ اسلام میں آج سے تیرہ سو سال قبل "لا اکراہ فی الدین" اور "قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" کے الفاظ میں آزادی مذہب کا اعلان موجود ہے۔ اس لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر مسلم سٹیٹ بن گئی تو دوسرے مذاہب کو مکمل آزادی ہوگی۔ میں نے اس خط میں یہ لکھا کہ دراصل آج کل شمالی بورنیو میں مذہبی آزادی نہیں ہے۔ عیسائی مشن سکولوں میں مسلمانوں، ہندوؤں اور دوسرے غیر عیسائی بچوں کو جبراً عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے

> مقامی مسلمانوں نے اس امر پر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ آج شمالی بورنیو میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی طرف سے ڈٹ کر عیسائیت کا مقابلہ کر رہی ہے اور بڑی جرأت سے سلطنت اسلام کے خلاف عیسائیت کے حملوں کا جواب دیتی ہے

میرا خط شائع ہونے کے بعد بہت سے مقامی مسلمانوں نے مجھے مبارکباد دی اور خوشی کا اظہار کیا کہ آج شمالی بورنیو میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو عیسائیت کا مقابلہ کرتی اور اسلام کے خلاف ان کے حملوں کا جواب بڑی جرأت سے دیتی ہے۔

ایک احمدی دوست کی لڑکی کی شادی کی تقریب پر مع اہل و عیال انکے گھر گیا۔ اس تقریب پر بہت سے عیسائی و غیر مسلم احباب جمع تھے اس علاقہ میں صرف یہی ایک گھرانہ احمدی مسلمانوں کا ہے۔ باقی ارد گرد سب عیسائی و غیر مسلم ہیں۔ ہمارے احمدی دوست نے اس تقریب پر اپنے غیر مسلم رشتہ داروں اور دوسرے غیر مسلم احباب کو تبلیغ کی غرض سے بلایا ہوا تھا۔ اس تقریب پر وہاں پر خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی تبلیغ کا اچھا موقع ملا۔ خطبہ نکاح میں اسلام میں عورت کا مقام وضاحت سے بیان کیا

انڈونیشیا کی یوم آزادی کی تقریب پر قونصل انڈونیشیا کی دعوت پر ان کی Reception پارٹی میں شامل ہوا۔ اس تقریب کے چند دن بعد قونصل انڈونیشیا بمع اہلیہ محترمہ و سیکرٹری مشن ہاؤس آئے۔ قرآن مجید انگریزی۔ احمدیت حقیقی اسلام۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز و رسالہ Peace کی دو دو کاپیاں جماعت کی طرف سے بطور تحفہ دی گئیں اسی طرح ان کے سیکرٹری کو بھی جماعت کی طرف سے لٹریچر دیا گیا۔

جماعت کی تعلیم و تربیت کی غرض سے لابوآن، لنکریس اور رانانؤ کی جماعتوں کا تربیتی دورہ کیا گیا۔ جیسلٹن میں احمدی یونس کو خاںجز کی اہلیہ نے قرآن مجید ناظرہ۔ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھانے کے علاوہ نماز مع ترجمہ یاد کروائی۔

جیسلٹن و لابوآن کی ۵ لائبریریوں میں جماعت کا لٹریچر رکھوایا گیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں خدا کے فضل سے چھ افراد نے بیعت کی۔ خدا تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے اور ایمان و اخلاص میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

بالآخر احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ہمارے بورنیو مشن کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری زبانوں میں تاثیر پیدا کرے۔ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور لوگوں کے دل صداقت کی قبولیت کے لئے کھول دے آمین۔

(الفضل ۸ ۹/۶۲)

رنگون سے جناب ایم عبد القادر صاحب کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان ۱۲ر ستمبر جماعت احمدیہ رنگون کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم رکن مکرم جناب ایم عبد القادر صاحب بعد ایسے مرکز سلسلہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی خاطر مورخہ یکم اگست کو یہاں تشریف لائے۔ اور کچھ دن یہاں قیام کے بعد سیدنا حضرت اقدس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی ملاقات اور دار الہجرت کی زیارت کے لئے مورخہ ۱۰ر اگست کو ربوہ تشریف لے گئے۔ اس بابرکت سفر سے واپسی پر آپ پھر مورخہ ۹ر ستمبر کو قادیان تشریف لائے۔ اور آج گیارہ بجے کی گاڑی اپنے وطن واپس تشریف لے جانے کے لئے عازم کلکتہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے اور اس سفر کو آپ کے خاندان اور تمام جماعت کے لئے باعث برکت بنائے۔

مکرم ایم عبد القادر صاحب اصل میں مدراس کے رہنے والے ہیں اور ۱۹۲۶ء سے تجارت کے سلسلہ میں برما میں مقیم ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں آپ کو قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ جماعت احمدیہ کے مخلص اور سرگرم کارکن ہیں آپ کو وہاں کی جماعت کی مجلس عاملہ کی رکنیت بھی حاصل ہے۔ نمائندہ اخبار بدر کو آپ نے بتایا کہ جماعت کے مرکز مقدس کی زیارت اور سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان سلسلہ کی ملاقات کا شرف حاصل کر کے مجھے قلبی مسرت حاصل ہوئی۔ آپ نے اسے خدا تعالیٰ کا بڑا احسان قرار دیا۔ رنگون میں احمدیہ مسجد کی تعمیر، البشریٰ نامی اخبار کے اجراء اور اس سے قریبی تعلق کی خدمات کا تذکرہ بڑے ہی شکر و امتنان کے لہجہ میں کیا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کے سفر کو ہر رنگ میں بابرکت کرے اور آپ کے اہل و عیال کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

یا نار کونی برداً و سلاماً

سرگودھا (پاکستان) میں احمدیہ مسجد کی تعمیر روک دینے کے سلسلہ میں بدر کی ایک گذشتہ اشاعت میں مختصر خبر شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی احمدیہ مسجد کی تعمیر کے بارہ میں ایسی ہی ایجی ٹیشن جاری ہے۔ اسی طرح کی بعض دیگر خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مارشل لاء اٹھ جانے کے بعد ملک کا شورش پسند طبقہ جماعت کی نا واجب مخالفت میں پھر سے سر اٹھا رہا ہے۔ اور طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کر کے ۱۹۵۳ء کے سے حالات پھر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو حق بات کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کی مخالفانہ تدبیروں کو ناکام کرے اور تمام افراد جماعت کو ان کے ہاتھوں سے محفوظ و مصئون رکھے اور جماعت کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

چند اشعار بیاد رفتگان

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

بلبلہ رفتہ جا رہے ہیں سب کبار — رک لے اے ساربان ان کی مہار
غم یہ غم ہے حسرت و ہیہات ہے — چار سو چھائی اندھیری رات ہے
ال و جان اکثر کیا اپنا نثار — حسب ارشاد امام کامگار
نوجوانو تم میں سے ہر اک سعید — اس شب غم کو بنائے روز عید
حق سے پاؤ دانش و فہم و ذکاء — سب بڑھاؤ دین احمد کی ضیاء
مصلح موعود کا فرمان ہے — اب نہ اپنا مال اپنی جان ہے
قرب حق کے واسطے قربان کرو — نذر جانان اپنے مال و جان کرو
اکمل محزون کی ہے یہ التجاء — آپ کو توفیق اس کی ہو عطاء

——— (۲) ———

تاریخ وفات

بلبلا جان محمد افسوس — حق تعالیٰ اسے بخشے فردوس
یاد ہے چیٹی رسائی اسکی — احمدیت ہمہ دانی اسکی
نوجوانی سے بڑھاپے تک ساتھ — دیکھے چھوڑا نہ دف کا ہاتھ
قادیاں چھوڑا تو ربوہ آیا — اور بجا خدمت قومی لایا
غفر اللہ لہٗ کی ہے دعا — سر اخلاص ہے سن رحلت کا

۱۳۸۱ + ۱ = ۱۳۸۲ھ

مشمولات

قومی یک جہتی کی باتیں؟

" ایک طرف قومی یک جہتی کمیٹی کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف اکثریت کا ایک نمائندہ اخبار مسلمانوں کی پوزیشن کو چیلنج کر رہا ہے اور کچھ کہے دے رہا ہے کہ کہہ رہا ہے کہ مسلمان تو کبھی قومی یک جہتی کا قائل ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی انفرادیت کو باقی رکھنا چاہتے ہیں نیز اس کے مقدس مقامات مکہ مدینہ میں ہیں اس لئے وہ ہندوستان کی سرزمین کو کبھی مقدس نہیں مان سکتا، پھر قومی یک جہتی قائم ہو تو کیسے؟ .... "

" معاصر نے لکھا ہے کہ ہندو اپنی تین ماتائیں مانتے ہیں ایک وہ جو انہیں جنم دیتی ہے دوسری گائے جو ..... دودھ پلاتی ہے تیسری ہندوستان کی بھومی یا سرزمین جس پر انسان پل کر جوان ہوتا ہے اور چونکہ مسلمان نہ گائے کو ماتا مانتے ہیں اور نہ بھومی کو اس لئے وہ کبھی قومی یک جہتی کے قائل نہیں ہو سکتے! مگر یہ سب لفاظیاں ہیں۔ آؤ ہم واقعات سے بحث کریں۔ ہندوؤں نے جس کو بھی اپنی ماتا مانا اس کا ستیاناس کر کے چھوڑا۔ گائے کو اپنی ماتا کہہ کر پکارا، مگر اس کے پیٹ کی خبر نہ لی۔ ہزاروں گائیں دلی کی سڑکوں پر ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی پھرتی ہیں۔ مگر سیٹھ جی جو اپنی عالی شان کوٹھی میں بیٹھ کر لاکھوں کا حساب کرتے ہیں اس گائے کی خبر نہیں لیتے جو ان کی کوٹھی کے سامنے گندگی پر منہ مارتی ہے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی پھرتی ہے۔ پھر یہی لوگ اس کی کھال کی خاطر ہزاروں گایوں کو زہر دے کر مار چکے ہیں۔ بلکہ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ کسی جگہ زندہ گایوں کی کھال بھی اتاری جاتی ہے۔ پھر یہی لوگ چپکے چپکے قصائیوں کے ہاتھ مریل گایوں کو فروخت کرتے اور اپنی نگرانی میں ان کا ذبیحہ کراتے ہیں۔ اور ہاں یہی لوگ ہیں جو پاکستان کی سرحد پر گایوں کا سودا کرتے ہیں اور انہیں پاکستان کی سرحد میں دھکیل دیتے ہیں اور پھر شور مچاتے ہیں کہ پاکستانی ہندوستانی گایوں کو اٹھا کر لے گئے۔ نہیں بھائی کوئی پاکستانی گایوں پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ بلکہ ان کا باقاعدہ سودا ہوتا ہے۔ اگر یہ شور نہ مچایا جائے کہ پاکستانی گایوں کو لے اڑے تو یہ سودا بازی ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔ اب سوچئے۔ کہ ہندوؤں نے گائے کو ماتا کہہ کر اس کی کیسی مٹی خراب کی ہے۔ انہیں زہر دے کر مارنا اور ان کی کھال سے روپیہ بٹورنا ایسے ہی سپوتوں کو زیب دیتا ہے۔

خدا خیر کرے بھارت کو بھی ماتا کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ وقت آنے پر اس کے ساتھ بھی اگر یہی سلوک نہ ہو جو گائے ماتا کے ساتھ کیا جاتا ہے تو ہمارا بھی نام نہیں۔ جب ہندوستان پر باہر سے حملے ہوئے۔ تو یہ بھارت ماتا والے اپنی ماتا کا دفاع نہ کر سکے اور سارا ملک ان کے حوالے کر بیٹھے۔ یہ کچا چٹھا اس لئے کھولنا پڑا کہ معاصر بہ تاب مسلمانوں کو طعنہ دیتا ہے کہ وہ بھارت کو ماتا نہیں کہتے۔ اس لئے وہ محب وطن نہیں ہو سکتے۔ خدا نہ کرے کہ مسلمان بھارت کو ماتا کہیں اور سارا ملک غیروں کے حوالہ کر دیں۔ اب ذرا اس معاصر کا میٹھا بول سنئے ـــــ "ہندو اپنی بھومی کو ماں سمجھتے ہیں اس لئے وہ اس کی قومی ہم آہنگی میں کر سکتے ہیں اور دیو باقی بھی۔ ان کی وجہ سے ان میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ فرق آسکتا ہے تو غیر ہندوؤں خاص کر مسلمانوں کے رویہ سے، ان میں ایک طبقہ تو ایسا ہے جو ہندوستان کو اپنا وطن مانتا ہی نہیں۔ لیکن جو اسے اپنا وطن مانتا ہے وہ بھی صرف پولیٹیکل نقطہ نگاہ سے، کلچرل اعتبار سے نہیں ..... ایسی حالت میں غور کا مقام ہے کہ کیا مسلمانوں کو یہ سنورتی و بیش کی یک جہتی میں سمبانگ ہو سکتی ہے؟" ہمیں تسلیم ہے کہ مسلمان وطن پرستی اور بت پرستی قیامت تک نہیں کر سکتا۔ وطن کی راہ سے بت پرستی، بت پرستوں کا شیوہ تو ہو سکتی ہے خدا پرستوں کا شیوہ نہیں ہو سکتی۔ اسی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ مسلمان اپنے وطن کی حفاظت میں جان دے دے گا، کیونکہ وہ وطن کا عاشق ہے پجاری نہیں ہے مگر بسے لوگ اس کی پوجا میں لگے رہیں گے اور پہلے کی طرح پورے وطن کو دوسروں کے حوالے کر دیں گے۔ ہم ہندو پریس اور اکثریت کے سمجھدار طبقے سے اور حکومت کے پریس برانچ سے پوچھیں گے کہ کیا اس معاصر کی گلفشانیوں کا جواب یہی ہو سکتا ہے جو ہم نے دیا۔ یا اس کا کوئی اور بھی طریقہ ہے؟ کیا یہ معاصر اس کے سوا کوئی اور زبان بھی سمجھ سکتا ہے؟ اور کیا ہمارے جواب کی ذمہ داری اس کے سر نہیں؟

(الجمعیۃ دہلی ۹/۹/۶۲)

درخواست دعا - میری صحت عموماً خراب رہتی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرام اور درویشان قادیان اور احباب جماعت سے عاجز کی صحت کاملہ عاجلہ اور خدمت دین کی مزید توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار راجہ غلام محمد خان صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچ کشمیر۔

قرآن کریم میں "توفّی" اور "رفع" کے الفاظ کا مفہوم

مصر کے مشہور عالم الشیخ محمود شلتوت رئیس الازہر کی توضیحات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے پیشکردہ علم کلام کی عظیم الشان کامیابی

(از مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالواسطہ اور بلاواسطہ اپنی جملہ تصنیفات میں حیات مسیح کے عقیدہ کے نقصانات کو بڑی تفصیل سے پیش فرمایا ہے اور اس کے بالمقابل وفات مسیح کے مسئلہ کو قرآنی آیات احادیث نبویہ اور عقلی نقلی دلائل سے ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ وہ اس جسم کے ساتھ نہ تو آسمان پر گئے ہیں اور نہ ہی وہاں سے اُتریں گے۔

اس مسئلہ میں علماء قرآن کریم کے لفظ رفع اور توفی کے معنی غلط کر کے غلط بنیاد حیات مسیح کے عقیدہ کی رکھ چکے تھے تاریخی لحاظ سے اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ عیسائیوں نے اس مسئلہ کی خود بھی اشاعت کی اور مسلمانوں نے بھی مدت تک اس مسئلہ کو اپنا لیا۔ چنانچہ مصر کے مشہور عالم اور محقق الاستاذ علامہ شیخ رشید رضا مرحوم نے واضح الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

وانما هي عقيدة
اكثر النصارى وقد
حاولوا في كل زمان
منذ ظهور الاسلام
بثها في المسلمين۔
(الفتاویٰ)

یعنی حیات مسیح کا عقیدہ اکثر نصاریٰ کا ہے۔ ظہور اسلام سے ہی عیسائی ہمیشہ اس عقیدہ کی اشاعت مسلمانوں کے درمیان کرتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے احباب اور متبعین کے نام ایک وصیت تحریر فرمائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں

"جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا کا ساخت وفات نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اس ستون کو پاش پاش کرو۔"

(۲)

عالم اسلام میں الاستاذ الشیخ محمود شلتوت رئیس الازہر کی شخصیت معروف ہے۔ آپ ایک انتہائی دلیر اور جری عالم ہیں۔ الازہر کی قیادت و ادارت کا قلمدان آپ کے سپرد ہے۔ جامعہ ازہر کی طرف سے مشہور علمی رسالہ "مجلة الازهر" شائع ہوتا ہے۔ اس کے فروری سنہ ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں ایک انگریزی مضمون The Ascension of Jesus یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں سے ہم قارئین کرام کے لئے لفظ توفی اور رفع کے معنی جو الاستاذ الاکبر الشیخ محمود شلتوت نے کئے ہیں۔ ان کے انگریزی الفاظ میں ہی نقل کرتے ہیں۔ کہ جو معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ توفی کے تحریر فرمائے تھے۔ آج ان کی تصدیق ایک مسلمہ اسلامی شخصیت نے کر دی ہے۔ بہت سے اشخاص یہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے یہ معنے ہمارے لئے حجت نہیں ہیں۔ کسی عرب عالم کی تصدیق چاہیئے سامنے پیش کی جائے۔ اس قسم کے خیالات رکھنے والے احباب کے لئے یہ معنے یقیناً حجت قاطعہ ہیں۔ محمود شلتوت صاحب لفظ توفی کے متعلق انگریزی تحریر کرتے ہیں

"The word twaffa is frequently mentioned in the Quran to mean to cause death this is the first and foremost sense of the word when ever it is me[nti]oned. If it is used to mean something other than that there is always with it what points to the new meaning in which the word is used"

ترجمہ۔ لفظ توفی قرآن کریم میں وفات دینے کے معنوں میں کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ جب کبھی اس لفظ کا بیان ہوتا ہے تو اس کا پہلا مطلب جو ذہن میں آتا ہے وہ موت کا ہوتا ہے۔ البتہ جب بھی یہ لفظ وفات دینے کے علاوہ کسی دوسرے مفہوم میں استعمال ہو تو اس کے ساتھ ایسے قرائن ہوتے ہیں۔ جو ان معانی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ہزار روپیہ نقد انعام

"اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا"

(ازالہ اوہام تصنیف حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

(۳)

لفظ توفی کے متعلق چیلنج

لفظ توفی اپنے مشتقات میں قرآن کریم میں کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اور اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی اس کا ذکر عام ہوا ہے۔ اور اس کے معنی قبض روح اور وفات کے ہی کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جب یہ لفظ وارد ہوتا ہے تو اس کے معنی زندہ بجسد عنصری او آسمان پر اٹھائے جانے کے کرلئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لفظ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج دیا ہے۔

"اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد۔ نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ لفظ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا"

(ازالہ اوہام)

یہ چیلنج آج تک موجود ہے اور کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ مندرجہ بالا شرط پر انعام کو حاصل کر سکے۔

(۴)

لفظ رفع کے معنے

قرآن کریم میں حضرت عیسے علیہ السلام کے متعلق لفظ رفع کے متعلق الاستاذ محمود شلتوت مندرجہ ذیل رائے پیش کرتے ہیں۔

"It is obvious therefore that Jesus was exalted in God's presence because the Arabic word rafa, is mentioned in the verse after the word death and so it means Exaltation of Jesus

"یعنی یہ امر واضح ہے کہ حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ کے حضور بلندی درجات عطا فرمائی گئی تھی آیت میں لفظ رفع توفی کے بعد مذکور ہے۔ اس لئے اس کے معنے بلندی درجات کے ہی ہو سکتے ہیں۔ اس مادی جسم کے آسمان پر اٹھائے جانے کے نہیں ہو سکتے۔ اس مفہوم کی تائید خدا تعالیٰ کے اس بیان سے ہوتی ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کو ایمان نہ لانے والوں کے الزام سے پاک کرے گا۔ گویا اس ساری آیت کا مطلب حضرت عیسےٰ کی عزت اور خدا تعالیٰ کے حضور بلند درجات کو بیان کرنا ہے۔ قرآن مجید کے کئی مقامات اور عربی زبان کے کلاسیکی استعمال اور اظہار خیالات میں لفظ رفع کے معنوں میں مذکورہ معنوں کی تائید ہی ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق اس کے صرف ایک ہی معنے لئے جا سکتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے حفاظت و نگہداشت۔ اس کے سوا کوئی اور مفہوم مراد کرنا قرآن کریم سے بے انصافی ہوگا۔ ہاں بے بنیاد اور فرضی روایات و قصص کی بے شک تائید ضرور ہوگی"

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیق جو آپ نے مسئلہ وفات مسیحؑ کے متعلق بیان فرمائی۔ آج اس کی تائید و تصدیق مسلمان ممالک کے مشاہیر مسلمان فضلاء کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ۔

not the elevation of his body to heaven. This meaning is supported by the statement in which God promised to clear him of those who disbelieve, which indicates that the whole matter signifies honour and veneration for Jesus. It is also supported by the usages of the word Rafa, in many quranic verses and various classical expressions. Consequently, the word used in connection with Jesus can reveal one sense of care, the sense only, the sense of care and protection by God. Any other interpretation would do injustice to the Quran and would only appease unfounded stories and fabricated narratives.

ہو۔ جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے لازمی چندہ جات کی صد فیصدی ادائیگی کے ساتھ ساتھ تحریک درویش فنڈ میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع ماہانہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے فارم، وعدہ جات جملہ جماعتوں کو بھجوائے گئے ہیں اس لئے جملہ جماعتوں کے امراء، مبلغین، صدر صاحبان، عہدیداران مال اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

امتحان کتب سلسلہ بتاریخ ۷ راکتوبر ۱۹۶۲ء

مختلف جماعتوں کے مسلسل اصرار اور گوناگوں سہولتوں کے پیش نظر کتب سلسلہ کے امتحان میں کسیقدر تبدیلی کر دی گئی ہے۔ لہٰذا اب امتحان بجائے ۱۶ ستمبر ۱۹۶۲ء کے ۷ راکتوبر ۱۹۶۲ء کو لیا جائیگا۔ احباب اس مہلت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہوئے کثیر تعداد اور مکمل تیاری کے ساتھ اس امتحان میں شریک ہو کر عالی برکات کے وارث بنیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت سلسلہ احمدیہ قادیان)

درویش فنڈ

ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضرورت کا خیال رکھے

(از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

احباب کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی اور صرف ۳۱۳ درویش خدمتِ دین حفاظت مرکز اور دیار حبیب کو آباد رکھنے کے جذبہ کے تحت قادیان میں ٹھہرے رہے۔ اور انتہائی تنگی اور مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں ساکن پذیر رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق تجرد کی زندگی کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں۔ درویشوں کی ہندوستان میں شادیاں کروائی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشوں اور ان کے اہل و عیال کی تعداد ۸۰۰ تک پہنچ گئی ہے اور یہ امر قادیان کی آبادی کا باعث ہے۔

ان درویشوں کے لئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشان کی جملہ ضروریات (قیام طعام لباس وغیرہ) کا بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور چندہ کی آمد کے مقابل پر اخراجات بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے سالہا سال سے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازن چلا آ رہا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی نے درویشوں کی ضروریات اور مرکز قادیان کی مالی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعتوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے چنانچہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیج دے مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھانا کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے۔ اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے اور وہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے یہ غلہ دے رہے ہیں۔"

اسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی نے فرمایا کہ

"در اصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا بلکہ صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لاویں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ ہماری قربانی کرتے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم پاکستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں درویش فنڈ کی تحریک کا آغاز ۱۹۵۲ء میں کیا گیا تھا۔ تحریک کے ابتدائی دو تین سالوں میں تو مخلصین نے درویش فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اس آمد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں زیادتی کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آمد مبلغ ۱۳۵۰۰/- روپے رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب

اُذکرُوا موتاکُم بالخیر

گلدستہ ـــــ جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی درویش ۔ قادیان

بڑا ہی پُر آشوب زمانہ تھا وہ ۔ جب زمین خون اگل رہی تھی ۔ آسمان انگارے برسا رہا تھا ۔ اور انسانیت انسان سے بیزار ہو کر یہ لگا کر رونے کو پھر پھڑا رہی تھی ۔ علم اور روشنی کا یہ دور عہد وحشت سے بغلگیر ہو رہا تھا ۔ اور ہلاکو اور چنگیز خان کی روحوں نے پاک و ہند کی فضاؤں میں جشنِ مسرت برپا کر رکھا تھا ۔ یوں تو ہندوستان کے اکثر حصوں میں انسانی خون کی ارزانی سے زمین لالہ رنگ ہو رہی تھی ۔ لیکن پنجاب ۔ آہ پنجاب ! زندہ دلوں اور بہادروں کا خطہ ـــ خاص طور پر بہیمیت کے نقطۂ کمال کو پہنچ رہا تھا ۔ اور یہاں کے ہر شہر ہر قصبے اور ہر گاؤں میں جلیانوالہ باغ بنے ہوئے تھے مسلمان کی نظر میں سکھ کی سکھی ۔ اور ہندو کی ہندو دیت صرف اسی میں رہ گئی تھی کہ وہ ہر دوسرے مذہب کے پیرو کو بے سر و ساماں کر کے موت کے گھاٹ اتار دے ۔ اور اس کی لاش کو جلیانوالہ باغ کے اندھے کنوئیں میں ڈال دے ۔ انگریز ساحل بمبئی سے روانہ ہو رہا تھا اور اس کے بہی خواہ اس وحشت کی رجعت قہقری اور ترقی معکوس کو دیکھ کر طنزیہ قہقہے بلند کرتے ہوئے کہتا جا رہا تھا ۔ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ملک ابھی آزادی کے قابل نہیں ہے ۔ ہمارا سے ابھی کچھ عرصہ اور مغربی تہذیب کے اسباق پڑھنے چاہئیں ۔

خطہ پنجاب میں قادیان کی چھوٹی سی بستی میں نے ساری دنیا کی مخالفتیں سہہ سہہ کر امن کا پرچم بلند کیا تھا ۔ جس نے بانیانِ مذاہب کا احترام ساری دنیا میں قائم کیا تھا اور جہاں سے دنیا کے مسلمہ اور موجودہ مذاہب کے رسولوں اور اوتاروں کی مہمائیں گیت گائے جاتے تھے ۔ اور جس نے قولاً اور عملاً طور پر قرآن کریم کے یہ عقیدہ زندہ و رائج کیا تھا کہ ہر مذہب اپنے طور پر سچا اور اس کا بانی واجب الاحترام ہے ۔ آہ ! رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت عیسےٰ ۔ حضرت زرتشت اور حضرت نانک کے نام لیوا اس کی یہ مقدس بستی بھی مذہبی غنڈوں کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکی ۔ اور آخر اس کے مقدس سینے پر بھی گرم چھیدہ سلاخوں سے داغِ حسرت لگا دیا گیا ۔

اس وقت منارۃ المسیح کے قریب امن و سلامتی کی اس سرزمین پر کھلے پیچ

پھولوں کا ایک گلدستہ رکھا تھا جس میں رنگا رنگ کے پھول تھے ۔ لیکن وقت کی بالکل گرم اور سموم ہواؤں سے ان میں کچھ کملاہٹ آ رہی تھی ۔ اور وہ اپنی زبانِ بے زبانی اور سامانِ بے سامانی سے ایک بے بسی کی سی حالت میں آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور رحمت خداوندی کی اسی لہر کے منتظر تھے جو اچانک آ تی ہے اور سب دکھ دور کر جاتی ہے ۔ چنانچہ اچانک آسمان سے جھونکوں میں سے رحمت نے ہمایت کر تسلی دی ۔ سموم ہواؤں کے جھکڑ یکایک تھم گئے ۔ اور باد صبا کے نرم اور خنک جھونکوں نے ان کملاتے ہوئے پھولوں کو اپنی آغوش میں لے کر لوری دی ۔

یہی وہ پھول تھے جو بعد میں درویش کہلائے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سربلندی کے لئے خاک آلود اور خاک نشین ہو کر اس حبیب الواہ بستی میں زندگی اور موت زندگی اور طلاقِ زندگی سے بے نیاز ہو کر آسمانی آقا سے لو لگائے فقیر اللہ طرز بود و باش اختیار کئے اس روحانی ماں کے سینے سے علیحدہ نہ ہوئے ۔

(۱)

انہی سدا بہار پھولوں میں سے ایک ہمارے بزرگ بھائی بابا بھاگ قادیانی بھی تھے ۔ سفید بال نے کھچے ہوئے سر ۔ آج کی طرح میرے تصور میں تازہ ہیں وہ جھکی جھکی پیرانہ سالی ۔ وہ خمیدہ کمر ۔ ایک ہی لاٹھی کے سہارے دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا وہ بوڑھا درویش اپنی قربانی کو خدا کے حضور پیش کرنے کے لئے بڑے ساتھ قریباً بارہ سال اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا ۔ وہ زندہ دل ۲۷ سالہ بوڑھا ایک ایک کر کے دن گزارتا اور راتیں کاٹتا ۸۵ کے پیٹے میں پہنچا ۔ اس کے سر اور داڑھی کے سفید بال موت کا پیغام لئے اس کے سر پر منڈلاتے رہتے لیکن جب وہ شگفتگی پر آتا تھا اور اکثر آتا تھا تو ایک پُر سرور لَے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھتا ۔ طبیعت بہت پُر مذاق تھی اور خوش دلی ہر وقت اس کا ساتھ دیتی تھی ۔ وہ سکھ کی طرز کا ہی پگڑی باندھتے اور مختلف رنگوں کی واسکٹ پہنے اپنا ڈنڈا کھٹکھٹاتے جب مسجد مبارک کی سیڑھیاں طے کرتا تو جوانوں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ۔ وہ اکثر اپنے اس ڈیلے

کا ذکر کرتا کہ خدا تعالیٰ کب اس کی قربانی کو قبول فرماتا ہے ۔ آپ کا قد لمبا اور رنگ سانولا تھا ۔ مرحوم موصی تھے اور تحریک جدید کے دورِ اول کے مجاہد تھے ۔

بوڑھا باپ ہو اور اس کا اکلوتا ہی فرزند ہو اور وہ بھی سالہا سال سے اس سے جدا ہو ۔ اور اچانک بوڑھے باپ کو یہ اندوہناک اطلاع پہنچے کہ تمہارا اکلوتا فرزند تمہاری امیدوں کا مرکز تم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ہے ۔ تو خمیدہ کمر اور بھی زمین بوس ہو جاتی ہے ۔ لیکن ہمارے بھائی بابا بھاگ صاحب مرحوم نے بے حد صبر سے صبر و حوصلہ اور دعا کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کیا ۔ اور آخر ایک لمبی طبعی عمر پا کر معمولی سی چند روزہ بیماری کے بعد ۸۵ سال کی عمر میں ۱۲ ۔ ۹ ۔ ۶۰ کو اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گیا اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں ابدی نیند سو رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنا قرب بخشے ۔

(۲)

ہمارے ایک اور بزرگ اور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بابا بدیع سمرنت ۔ بڑھاپا تقسیم ملک سے قبل ہی ان کا پیچھا کر رہا تھا ۔ اور جن پر بڑھاپے کے آثار تھے ہویدا اور کمر اتنی خمیدہ تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ چلتے چلتے اس مقدس بستی کی سرزمین پر اپنی قبر کی جگہ تلاش فرما رہے ہیں ۔ عمر کا ہر سال چہرے پر اپنی منزل کا نقش چھوڑ گیا تھا مگر آفرین ہے اس بزرگ پر کہ وہ نہ صرف پورا وقت محنت کا کام کرتے تھے بلکہ بازار سے اپنا سودا سلف بھی خود ہی جا کر لاتے تھے ۔ چونکہ کشمیری النسل تھے اس لئے ایک مخصوص طرز کا لمبا سا چوغہ پہنتے تھے جب تک چلتے پھرتے رہے وسمہ اور مہندی بھی لگاتے رہے ۔ اپنی عمر کے آخری تین سال وہ چلنے پھرنے سے بالکل معذور ہو گئے تھے ۔ اور ہر وقت بیٹھے رہتے تھے ۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مامور زمانہ کی صحبت اٹھائی ہو ۔ اور اس کے آثار معذوری کے باوجود نظر نہ آئیں ۔ ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے ۔ شنوائی بہت کم تھی اس لئے انہیں قریب سے سمجھانا پڑتی تھی ۔ اور زبانی جواب دیتے تھے ۔ جہیر الصوت تھے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار اور شرح القصیدہ اکثر اونچی آواز سے

پڑھتے تھے ۔ آپ معمولی معماری کا کام اور چونا قلعی کا کام جانتے تھے ۔ آپ کا قد درمیانہ رنگ سفید اور نقوش باریک تھے ۔ متواتر تین سال تک بیٹھے رہنے کی وجہ سے ٹانگیں جڑ گئی تھیں جو وفات کے بعد بھی کھل نہ سکیں ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کی وجہ سے اس گلدستے کا ایک خوشرنگ پھول تھا ۔ جسے وقت کی آندھی نے توڑ کر ہم سے جدا کر دیا اور وہ اپنے آقا کے قرب میں بہشتی مقبرہ میں پہنچ گیا ۔ اور بہشتی مقبرہ میں قدم رکھتے ہی جس نے یقیناً ”کہا ہو گا ۔ فزت و اللہ“ ۔ مرحوم موصی تھے اور تحریک جدید کے دورِ دوم کے مجاہد تھے ۔

(۳)

گلدستے کی ساری خوبصورتی کا راز تنوع اور زینت میں ہوتا ہے ۔ اور قدرت کا حسن ترتیب دیکھئے کہ اس نے درویشوں میں ہر قسم کے لوگوں کو رہنے کا موقعہ دیا ۔ بابا خدا بخش صاحب قلعی جو تقسیم ملک سے قبل قادیان کے اسٹیشن پر قلی کا کام کرتے تھے ۔ اور جو قادیان کے بچوں کی ایک رونق تھے تقسیم کے بعد ہماری درویش برادری کے ایک بزرگ اور معمر رکن تھے ۔ دفاتر میں مددگار وغیرہ کی ڈیوٹی دیتے تھے چونکہ غریب تھے اس لئے طبعاً پس اندازی کی عادت تھی ۔ لیکن ان کی پس اندازی قابلِ رشک تھی ۔ کیونکہ انہوں نے دیوار بہشتی مقبرہ کی تعمیر کے لئے ایک بڑی رقم ۸۷/ ۲۸ روپیہ دے کر اپنا نام سرفہرست لکھوایا ۔ اور اس کے علاوہ صاحب جائداد نہ ہونے کے باوجود ۱۲۲۶/ روپیہ کی رقم حصہ جائداد دی ۔ دار المسیح کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے مکان میں قیام تھا ایک چارپائی اور بستر اثاثہ تھا یا کچھ پہننے کے کپڑے ۔ مرحوم مسجد کی رونق تھے اور وقت سے بہت پہلے مسجد میں آ کر نوافل پڑھتے رہتے تھا اپنے سارے فارغ اوقات میں نوافل پڑھتے رہتے تھے ۔ تہجد گزار اور دعا گو تھے اور حل حروف کا قرآن کریم مسجد مبارک میں بیٹھ کر پڑھتے رہتے تھے ۔ اور تقسیم ملک سے پہلے ہی ان کی ہمیشہ یہی عادت رہی ۔ چھوٹا قد ۔ رنگ سیاہی مائل سانولا اور نقوش بھی موٹے تھے لیکن اگر معیار میں زرلینا بدرگی کا معیار تقویٰ ہے ۔ رنگ اور نسل تو محض تعارف کی چیزیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پسندیدہ درویشی کی نعمت سے نوازا ! ۔ خدمت سلسلہ کی توفیق بخشی ۔ مالی قربانی کی بھی توفیق بخشی ۔ اور ایک وقت مقررہ پر اپنے پاس بلا لیا ۔ اور اب ہمارا وہ بھائی بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں خواب استراحت میں ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند فرمائے ۔ مرحوم موصی تھے اور تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہد تھے ۔

(۴)

بھئیے یہ ہمارے ایک اور عزیز بھائی بشیر احمد

صاحب سندھی ہیں جو عالم جوانی میں ہی ہم سے جدا ہو گئے۔ مرحوم جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۰ء میں شرکت کے لئے گئے تھے اور نہایت مختصر سی بیماری کے بعد ربوہ کے فضل عمر ہسپتال میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ مرحوم ایک خاموش اور سادہ طبیعت درویش تھے۔ اور زنگ سازی کا کام کرتے تھے۔ اولاد سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ بارہا دیکھا گیا کہ کہیں نلکہ لگانے آئے ہیں اور چونکہ بورنگ وغیرہ کا فی محنت کا کام ہوتا ہے اس لئے ہمیشہ جب بلبرت کام کر کے آتے تو پسینے میں شرابور ہوتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے ایک یا دو بچوں کو کندھوں پر بٹھائے ہوتے۔ اور یہ نظارہ ایک شفیق باپ ہی سے متوقع ہو سکتا ہے مرحوم تھے تو پنجابی۔ لیکن طویل عرصہ سندھ میں رہنے کی وجہ سے سندھی کہلانے لگے۔ اور تقسیم ملک کے وقت خدمت کے لئے قادیان میں ٹھہر گئے۔ اور آخر کشتی عمر رواں نے انہیں اُس پار کے ساحل پر پہنچا دیا۔ مگر اس حالت میں کہ اُن کے کمسن بچے شاید آج بھی اپنی ماں سے پوچھتے ہوں گے کہ ابا ربوہ سے کب آئیں گے۔ اور ماں بیچاری خدا جانے کیا جواب دیتی ہو گی۔ اور بچے تو شاید چیزیں یا مٹھائی سے بہلائے جاتے ہوں گے۔ لیکن ماں جو اڑیسہ ایسے دور دراز کے علاقے سے پنجاب بلکہ سندھ سے رشتہ جوڑ کر آئی تھی اور احمدیت کی برکت نے زمین کی طنابیں کھینچ کر فاصلوں کو کم کر دیا تھا اسے اللہ تعالیٰ ہی صبر بخشے اور ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان مرحوم کے بیوی بچوں کو وظیفہ دے رہی ہے۔ اور یہ بھی احمدیت کی برکت ہے۔ اور عظیم الشان تنظیم۔ الحمد للہ۔ ہمارے یہ مرحوم بھائی موصی تھے اور تحریک جدید کے دفتر دوم کے مجاہد تھے۔

(۵)

گلدستے کے پھولوں کا تنوع دیکھئے مالی مطلق نے کہاں کہاں سے پھول لا کر اس میں ٹانکے ہیں۔ ان کے رنگوں اور بوقلمونی کو دیکھ کر ایمان بلندی کی منازل طے کرنے کے لئے ایک پر کیف مسرت کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ یہ عجیب و غریب اور بے مثل قسم کے پھول ہیں جو افغانستان کی سنگلاخ زمین میں کھلے اور ماہر گلدستہ ساز نے اسے یہاں کے گلدستہ میں لا سجایا۔ نذر محمد خان صاحب مرحوم اخلاص محنت اور جفاکشی کا مرقع۔ بیلچہ کندھے پر اور کدال ہاتھ میں۔ ہر وقت محنت کا کام کرنے کے لئے تیار۔ صبح دوپہر شام۔ رات انہیں سوائے نمازوں کے اوقات کے کسی وقت کوئی امتیاز نہ تھا۔ بعض اوقات سحری کے وقت کھدائی کا کام شروع کرنے اور پھر دن میں نمازوں کے اوقات میں نمازیں پڑھ کر یا کھانا کھا کر رات گئے تک کام میں جتے رہتے۔ سخت جسم اور سخت جان تھے۔ ٹھیٹھ افغان تھے۔ اور ٹھیٹھ پشتو بولتے تھے۔ ان کی بات وہ شاید خود ہی سمجھتے ہوں سننے والے کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ چونکہ مخلص بھی تھے اور بارعب چہرے مہرے کے مالک تھے۔ اور پھر خالص پٹھان! مخاطب ویسے تک بات سننے پہ مجبور ہوتا تھا۔ مگر ان کے الفاظ کے معانی کے لئے کوئی لغات مدد نہ دے سکتی تھی۔ مجذوب قسم کے انسان تھے اور اپنی مرضی سے جہاں چاہتے کھدائی کا کام شروع کر دیتے۔ لیکن قارئین کے لئے یہ بات شاید عجیب ہو کہ ایک نذر محمد خان مرحوم اکیلا دس پندرہ آدمیوں کے برابر کام کرتا تھا۔ ایک بار بہشتی مقبرہ میں جب نئی پختہ دیوار تعمیر ہو چکی اور پرانی خام دیوار کی مٹی کے بڑے بڑے ڈھیر دیوار کی اندرونی طرف بے ترتیب صورت میں پڑے رہ گئے تو اس مٹی کو ہموار کرنا اتنا بڑا کام تھا کہ ہم کئی بار سوچا کرتے تھے کہ وقار عمل کے ذریعہ سارے درویشوں کو چند روز لگا کر یہ کام سرانجام دیا جائے۔ ایک روز کسی کو خیال آیا کہ نذر محمد خان صاحب کو کسی طرح اس کام پر آمادہ کیا جائے تو وہ اکیلے اس کے لئے کافی ہوں گے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اس خالص افغان سے کہے کون۔ آخر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے عرض کیا گیا کہ خان صاحب آپ کے بغیر کسی کی بات نہ مانیں گے چنانچہ آپ کے فرمانے پر خان صاحب مان گئے اور سینکڑوں آدمیوں کا تین روز کا کام اس اکیلے شخص نے چند روز میں ختم کر کے ہمیں دانتوں تلے انگلیاں دبانے پر مجبور کر دیا۔

اس سے ایک اور لطیف بات بھی نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے ہر فرد کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر فرد سے ساتھ محبت اور عقیدت ہے اور دلوں کی گہرائیوں میں فرمانبرداری کے جذبات ہیں۔ نذر محمد خان صاحب مرحوم ایک مجذوب آدمی تھے۔ اور صرف اپنی لَے اور اپنی دھن کے آدمی تھے۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کے فرمانے پر فوراً تعمیل کی۔ حالانکہ جیسا کہ اکثر مواقع پر ہوا۔ اگر کوئی دوسرا کہتا تو اُسے یقیناً یہ جواب ملتا کہ خو ہم تمہارے باپ کا نوکر ہے؟ مرحوم کا تکیہ کلام تھا الاعمال بالنیات۔ اور قریباً ہر فقرے اور جملے میں یہ الفاظ بولتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرحوم نیک نیت اور مخلص انسان تھے اور آخر اس کا اجر یوں پا گئے کہ ایک روز صبح سویرے بہشتی مقبرہ کی سڑک والے پل کے قریب کھجور کے درخت پر چڑھ گئے۔ لیکن چونکہ درخت کے کھوکھلے ہونے کی وجہ سے ایک کھو کھلے حصہ پر پاؤں رکھا تو وہ ٹوٹ گیا۔ درخت ڈھاب کے عین کنارے پر تھا گرتے ہی لڑھک کر ڈھاب کے پانی میں چلے گئے۔ بلندی پر سے گرنے کی وجہ سے شدید چوٹیں آئی تھیں اور چوٹیں لگتے ہی پانی میں گرے اس لئے خون جم کر رہ گیا۔ اور چوبیس گھنٹے بیہوش رہ کر منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ گویا ایک بلندی سے گر کر تھے اور دوسری بلندی پر چڑھ گئے۔ یعنی بہشتی مقبرہ میں مدفون ہو گئے۔ اور جس کا انجام بہشتی مقبرہ ہو اس کی خوش بختی میں کسے کلام ہے۔

مرحوم چونکہ سخت جان سخت جسم اور سخت کوش تھے۔ اس لئے نفسیاتی طور پر مرحوم کو سخت چیزوں سے رغبت تھی۔ جہاں کہیں لوہے کا کیل، کانٹا وغیرہ ملتا لا کر اپنے کمرے میں رکھ لیتے۔ مرحوم افغان ہونے کی وجہ سے نہایت حسین و جمیل نقوش اور سفید رنگ کے تھے۔ ایسا رنگ جو ساری عمر مٹی کھودنے کا کام کرنے کے باوجود میلا اور مٹیالا نہ ہوا۔ میانہ قد تھا۔ ابھرا ہوا پُر گوشت آہنی جسم۔ اگر بدن کو کھجانا ہوتا تو عام طریقہ استعمال نہ کرتے۔ بلکہ اینٹوں کی پختہ دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر پیٹھ اور سینے کو رگڑتے اور اینٹ کا ٹکڑا لے کر بازوؤں اور ٹانگوں کو رگڑتے۔ اپنے آپ میں مست رہ کر تنہائی کی زندگی گزار کر ۲۸-۵ کو فوت ہوئے۔ اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم پر اپنی رحمت کے پھول برسائے کرم برادرم مولوی محمد حفیظ صاحب ایڈیٹر بدر نے چند روز قبل ذکر فرمایا کہ مرحوم کو جب وظیفہ ملتا تو رقم جھولی میں ڈال لیتے تھے اور جب انہیں بتایا جاتا کہ آپ کے ذمہ تحریک جدید وغیرہ کا اتنا طوعی چندہ ہے تو وہ جھولی آگے کر کے کہتے اس میں سے نکال لو۔

وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۷۲ سال کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ مرحوم کی یہ دماغی کیفیت اس زمانہ سے تھی جب مرحوم کا ایک جوان سال فرزند فوت ہو گیا تھا۔

مرحوم موصی تھے اور تحریک جدید دفتر دوم کے مجاہد تھے۔

(باقی اگلی قسط میں)

قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ایک مذہبی جلسہ

محترم عبدالقادر صاحب برمی کچھ دنوں سے قادیان اور ربوہ کی زیارت کے لئے برما سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ اب ربوہ اور قادیان کی زیارت کے بعد مورخہ ۱۱-۱۲-۶۲ کو واپس برما کے لئے روانہ ہو رہے تھے مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ان کی تقریر کا انتظام کیا گیا تھا کل بعد نماز عشاء جلسہ کی کارروائی زیر صدارت قائد مقامی شروع ہوئی۔ تلاوت عزیز رفیق احمد نے اور نظم عزیز محمد انور غوری نے کی۔ بعدہٗ مکرم عبدالقادر صاحب نے اپنے احمدیت قبول کرنے اور برما میں ایک ذی ثروت دوست کے احمدیت میں داخل ہونے کے عجیب حالات سنائے۔

آپ نے بتایا کہ میری اہلیہ اخلاص میں مجھ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ چنانچہ کئی ایک مواقع پر جب میرے وہاں کے مبلغ کے ساتھ تعاون میں ذرا سستی دکھائی تو میری اہلیہ نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں سلسلہ کے نمائندہ سے پورا پورا تعاون کروں۔ میری بیوی نے ایک مرتبہ مجھے کہا کہ مبلغ کی حیثیت تو بہت بلند ہے لیکن اگر حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ مرکز سلسلہ کی طرف سے کسی ادنیٰ کارکن کو بھی یہاں آ جائے تو ہمارا فرض ہے کہ اس کا احترام کریں اور اس سے محبت کا سلوک کریں۔ اب قادیان آنے سے پہلے ہی مجھے کلکتہ میں اپنے بچے کی علالت کی اطلاع ملی۔ اور ممکن تھا کہ میں قادیان آنے کا ارادہ ترک کر دیتا مگر میری بیوی نے تار کے ذریعہ مجھے تاکید کی کہ قادیان اور ربوہ ضرور جائیں۔

آخر میں صدر جلسہ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان سے خواہش کی کہ جب آپ برما جائیں تو ہم سب درویشوں کی طرف سے وہاں کے احباب کو ہماری طرف سے السلام علیکم پہنچا کر دعا کی درخواست کریں۔ پونے دس بجے دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

وصــــــــــایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جاری ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان میں ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۲۲۹ میں سید غلام محمد ولد سید نیاز حسین صاحب مرحوم قوم سادات پیشہ زراعت عمر ۶۳ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ساکن رسالپور ڈاکخانہ کوڈ ضلع کٹک اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۵۹ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ اس وقت میری کل جائداد زرعی وغیر زرعی تخمیناً ڈھائی مان کے قریب ہے اس میں ایک مکان خام بھی ہے۔ کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کی قیمت اندازاً ایک ہزار روپیہ بنتی ہے جس میں سے اپنی بیوی موجودہ کا مہر مبلغ دو صد روپیہ ادا کرنی ہے۔ باقی آٹھ صد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اس کی سالانہ آمد پر دسواں حصہ باقاعدہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو جب اپنی زندگی میں اپنی کل جائداد کا ۱/۱۰ حصہ کی جس کی قیمت موجودہ وقت میں اندازاً اسی روپیہ (-/۸۰ روپیہ) بنتی ہے۔ ادا کر کے رسید حاصل کر لوں گا۔ اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق ہوگا کہ میری کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔

العبد خاکسار سید غلام محمد احمدی عفی اللہ عنہ ۳/۵۹ ۱۸ گواہ شد الراقم خاکسار سید بدر الدین احمد عفی اللہ عنہ رسالپور سونگھڑہ۔ گواہ شد خان سید غلام احمد احمدی عفی اللہ عنہ برادر حقیقی ساکن رسالپور سونگھڑہ اڑیسہ ۳/۵۹ ۱۸۔
گواہ شد خاکسار سید محمد موسیٰ خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ ساکن سونگھڑہ اڑیسہ

نمبر ۱۳۲۲۶ میں محمد اسمٰعیل ولد محمد عبد الکریم صاحب ٹائگنڈ قوم شیخ پیشہ زمیندار عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن دیودرگ ضلع رائچور میسور اسٹیٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۹۱ ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ کھیت کی سالانہ آمدن پر ہوتا ہے جو میرے والد صاحب کا سرپرستی میں ہے علاوہ ازیں خاک ریسنگ کا کام کرتا ہے جس کی مستقل آمدنی نہیں ہے جو بھی آمدنی ہوگی میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے علاوہ پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
منشا العبد محمد اسمٰعیل ۱/۹۱ ۲۰ گواہ شد عبد الغنی ملیر یاسرہ سرز دیودرگ گواہ شد محمد عبد الکریم ٹور پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دیودرگ ۱/۹۲ ۲۰

نمبر ۱۳۲۲۵ میں ڈاکٹر نواب علی خان ولد گمان خان صاحب قوم پٹھان پیشہ معلم عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن مانگا گوٹھ حال قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۹۲ ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری اس وقت غیر منقولہ جائداد بصورت زمین واقعہ موضع مانگا گوٹھ تحصیل ہوڈہ ضلع پوہ کا صوبہ اڑیسہ رقبہ ایک ایکڑ مالیت اندازاً ایک ہزار روپیہ ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد از قسم منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اس کے علاوہ اور کوئی جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اس وقت یہ زمین رہن رکھی ہوئی ہے یعنی اس پر مبلغ -/۴۰۰ روپیہ کا بار ہے۔ میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو مبلغ -/۹۰۸ روپیہ ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کے بھی دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری آمد میں اگر اضافہ ہو تو اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد میرے ترکہ کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقم بھی بطور حصہ جائداد کے طور پر اپنی زندگی میں ادا کروں گا وہ وقت حساب مجرا کی جائے گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
کاتب الحروف سید شجاعت علی سابقہ وتن قادیان ۔۔ العبد نواب علی خان ۶/۹۲ ۱ گواہ شد حافظ الدین درویش قادیان۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی اللہ عنہ سیکرٹری وصایا وکیل انجمن احمدیہ قادیان ۶/۹۲ ۱

نمبر ۱۳۲۲۴ میں نسیمہ بیگم اہلیہ چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش پیشہ خانہ داری عمر ۴۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۹۲ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-
کہ میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔
۱- حق مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپیہ جو مجھے ابھی واجب الادا ہے۔
۲- کانٹے طلائی وزنی قریباً پون تولہ قیمتی قریباً ایک سو روپیہ۔
اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں اور نہ کوئی آمد ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد ثابت ہوئی یعنی میرا کوئی متروکہ ہوا تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ راقم فیض احمد گجراتی شوہر موصیہ ۸/۹۲ ۲۳-
الامۃ نسیمہ بیگم اہلیہ چوہدری فیض احمد گجراتی درویش قادیان ۸/۹۲ ۲۳-
گواہ شد قریشی عبد القادر اعوان درویش محلہ بتعلیم نو قادیان ۸/۹۲ ۲۳
گواہ شد فیض احمد گجراتی درویش قادیان ضلع گورداسپور شوہر موصیہ ۸/۹۲ ۲۳

نمبر ۱۳۲۲۴ میں خورشیدہ بیگم اہلیہ محمد اسمٰعیل صاحب ننگلی درویش قادیان پیشہ خانہ داری عمر ۸۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۹۲ ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ
۱- میری اس وقت کسی قسم کی کوئی آمد نہیں۔
۲- میری غیر منقولہ جائداد بھی کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
(الف) حق مہر مبلغ -/۳۰۰ روپیہ جس میں سے -/۵۰ روپیہ وصول کر چکی ہوں۔ اور -/۲۵۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے۔
(ب) زیور طلائی کانٹے وزنی ۹ ماشہ قیمتی اندازاً مبلغ یکصد روپیہ صرف
(ج) حق مہر سے جو -/۵۰ روپیہ وصول کئے ہیں ان کی ایک مشین سلائی خرید کی ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی کسی قسم کی جائداد نہیں ہے۔
میں اپنی اس کل جائداد (حق مہر -/۲۵۰ اور مشین سلائی -/۵۰ روپے) اور زیور -/۱۰۰ روپیہ مبلغ -/۴۰۰ چار صد روپیہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر بوقت وفات میری کوئی اور جائداد متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
الامۃ خورشیدہ بیگم ۸/۹۲ ۲۲ گواہ شد نشان انگوٹھا محمد اسمٰعیل خاوند موصیہ ولد فقیر محمد صاحب سکنہ قادیان ضلع گورداسپور۔ الراقم گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد ولد اللہ رکھا صاحب درویش مربی سلسلہ قادیان ۸/۹۲ ۲۲

صدر صاحبان اور سیکرٹریان امور عامہ جماعتہائے بھارت توجہ فرمائیں

جماعت کے اکثر احباب کو اس وقت اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتے کے طے کرنے اور کرانے میں سخت مشکلات درپیش ہیں۔ نظارت ہذا کی طرف سے صدر صاحبان سیکرٹریان امور عامہ اور مبلغین حضرات کو بار بار توجہ دلانے اور قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف طلب کرتے رہنے کے باوجود ابھی تک صحیح طور پر یہ اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا کہ یہ مشکلات کس قدر اہمیت کی حامل ہیں اور ان پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ جب تک تمام متعلقہ احباب اپنی ذمہ داریوں کا صحیح رنگ میں احساس کرتے ہوئے اس بارہ میں نظارت ہذا کے ساتھ کما حقہ تعاون نہ فرمائیں اس وقت تک ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا جانا ممکن نظر نہیں آتا۔

اس لئے صدر صاحبان، سیکرٹریان امور عامہ اور مبلغین کرام سے التماس ہے کہ وہ اس بارہ میں تساہل سے کام نہ لیں اور اپنی جماعتوں اور حلقہ جات کے تمام قابل شادی اناث و ذکور (خواہ پہلی یا دوسری شادی کے خواہشمند ہوں) جن کو رشتے نہ مل رہے ہوں اور جن کی شادیاں مقامی جماعت اپنے رشتہ داروں اور اپنے علاقہ میں طے نہ کر سکتی ہوں کے کوائف مرتب کر کے مرکز میں بھجوائیں تا ان رشتوں کے انعقاد کے لئے مرکزی طور پر مناسب قدم اٹھایا جا سکے۔

(۲) اسی طرح اکثر سیکرٹریان امور عامہ کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ کارگزاری کی رپورٹیں بھی وصول نہیں ہو رہی ہیں جن کے موصول نہ ہونے کی وجہ سے مرکز کو مقامی جماعت کے حالات و مشکلات کا علم نہیں ہو سکتا اپنے تمام منتخب شدہ سیکرٹریان امور عامہ (اور اگر کوئی ابھی مقامی طور پر اس عہدہ کے لئے باضابطہ چنا نہ گیا ہو) تو صدر صاحبان باقاعدگی کے ساتھ امور عامہ سے متعلق امور کے متعلق ہر ماہ رپورٹ کارگزاری بھجوانے کا اہتمام کریں ممنون ہونگا

(خاکسار ناظر امور عامہ قادیان)

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال

از ۲۰/۹/۶۲ تا ۱۵/۱۱/۶۲ جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
بھدرک مع سورو	۲۱-۹-۶۲	۲ یوم	۲۲-۹-۶۲
کٹک	۲۲-〃-〃	۳ 〃	۲۵-〃-〃
او۔ایم۔پی	۲۵-〃-〃	۲ 〃	۲۷-〃-〃
بھبنیشور	۲۷-〃-〃	۱ 〃	۲۸-〃-〃
پوری	۲۹-〃-〃	۲ 〃	۱-۱۰-۶۲
خوردہ ٹاؤن	۱-۱۰-۶۲	۱ 〃	۲-〃-〃
کیرنگ مع رورکلہ	۳-〃-〃	۵ 〃	۸-〃-〃
رنگاؤں	۹-〃-〃	۱ 〃	۱۰-〃-〃
شیرگڑھ	۱۱-〃-〃	½ 〃	۱۱-〃-〃
مارکا گوڑا	۱۱-〃-〃	۱ 〃	۱۲-〃-〃
سونگڑہ	۱۳-〃-〃	۳ 〃	۱۶-〃-〃
کیندرہ پاڑہ	۱۷-〃-〃	۱ 〃	۱۸-〃-〃
سرونیا گاؤں	۱۹-〃-〃	۱ 〃	۲۰-〃-〃
چودوار	۲۱-〃-〃	۱ 〃	۲۲-〃-〃
کرڈاپلی مع ارکھ پٹنہ	۲۳-〃-〃	۲ 〃	۲۵-〃-〃
پیکالی	۲۵-〃-〃	۳ 〃	۲۸-〃-〃
کوٹ پلہ	۲۸-〃-〃	۱ 〃	۲۹-〃-〃
کٹک	۲۹-〃-〃	۱ 〃	۳۰-〃-〃
جمشید پور	۳۱-〃-〃	۲ 〃	۲-۱۱-۶۲
سونہ	۲-۱۱-۶۲	۲ 〃	۴-〃-〃
کٹک	۵-〃-۶۲	۱ 〃	۶-〃-〃
سری پاریتی پہ	۷-〃-〃	۱ 〃	۸-〃-〃
کٹک	۹-〃-〃	۱ 〃	۱۰-〃-〃
کانا سنگھ	۱۱-〃-〃	۴ 〃	۱۵-〃-〃

ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مکرم بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال

از ۱۶/۹/۶۲ تا ۱۵/۱۰/۶۲ جماعتہائے بہار و اڑیسہ

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
بھاگل پور	۱۶-۹-۶۲	۲ 〃	۱۸-۹-۶۲
خانپور ملکی	۱۹-〃	۲ 〃	۲۱-〃-〃
مونگھیر	۲۲-〃-〃	۲ 〃	۲۴-〃-〃
بنارس	۲۵-〃-〃	۱ 〃	۲۶-〃-〃
لکھنؤ	۲۷-〃-〃	۲ 〃	۲۹-〃-〃
شاہ جہانپور مع کٹیا	۲۹-〃-〃	۳ 〃	۲-۱۰-۶۲
بریلی	۲-۱۰-۶۲	۲ 〃	۴-〃-〃
امروہہ	۵-〃-〃	۲ 〃	۷-〃-〃
سردار نگر	۷-〃-〃	۲ 〃	۹-〃-〃
دہلی	۹-〃-〃	۳ 〃	۱۲-〃-〃
انبیٹہ	۱۲-〃-〃	۲ 〃	۱۴-〃-〃
اجولی	۱۴-〃-〃	۱ 〃	۱۵-〃-〃
قادیان	۱۶-〃-〃	—	—

ناظر بیت المال قادیان

قادیان میں گیانی ذیل سنگھ صاحب منسٹر آف سٹیٹ پنجاب کی آمد

قادیان مورخہ ۵ ستمبر۔ آج جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب منسٹر آف سٹیٹ پنجاب قادیان تشریف لائے۔ منڈی سردار بلدیو سنگھ میں ان کا استقبال دروازہ پر کیا گیا۔ استقبال میں علاوہ علاقہ کے ایم۔ ایل۔ اے صاحبان کے جماعت کی طرف سے جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے اور بعض دیگر دوستوں کے شامل ہوئے۔ چائے کی ضیافت سے فارغ ہونے کے بعد ہماری درخواست پر جناب وزیر صاحب محلہ احمدیہ میں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے مع دیگر معززین کے تشریف لائے۔ مسجد مبارک کے سامنے چوک میں احباب جماعت نے ان کا استقبال کیا۔ پھولوں کے ہار ڈالے گئے اور آپ نے مسجد مبارک مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیح کی زیارت کی۔ اور ان مقدس مقامات کے متعلق تفصیلی کوائف دریافت کئے۔ دفتر زیارت میں بھی آپ نے چند منٹ بیٹھ کر تبلیغی باتیں سنیں۔ ازاں بعد آپ مہمانخانہ میں تشریف لائے یہاں پر چند منٹ بیٹھے۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ان کی خدمت میں اسلام اور احمدیت کا لٹریچر انگریزی۔ اردو۔ گورمکھی وغیرہ زبانوں میں پیش کیا گیا۔ جو انہوں نے بخوشی قبول کیا اور پڑھنے کا وعدہ کیا۔

بعد ازاں آپ نے منڈی متصل ڈاکخانہ میں مجمع عام میں تقریر فرمائی۔ جس میں کانگرس حکومت کی کارگزاریوں پر روشنی ڈالی۔ پھر آپ ۹ بجے شب کے قریب واپس بٹالہ تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر سردار وریام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ پنڈت گورکھناتھ صاحب سابق ایم۔ ایل۔ اے۔ رسیلا رام طاہر اور بہت سے معززین بھی تقریب میں شامل ہوئے۔ (نامہ نگار)

سیٹھ سورن سنگھ صاحب کاہلواں کی والدہ صاحبہ کا انتقال

قادیان مورخہ ۸ ستمبر۔ سیٹھ سورن سنگھ صاحب جو اپنے خوش اخلاق اور کامیاب کاروباری حیثیت کی وجہ سے ہمارے علاقہ اور وزراء پنجاب کے حلقے میں بہت ہر دلعزیز ہیں۔ حضور صاحب وزیر اعلیٰ کے ساتھ ان کے گہرے مراسم ہیں کی والدہ صاحبہ کی وفات پر افسوس کے اظہار کے لئے آج موضع کاہلواں میں اجتماع تھا۔ اس موقعہ پر ضلع گورداسپور اور امرتسر کے بہت سے معززین شامل ہوئے۔ چنانچہ جتھیدار تیجا سنگھ صاحب اکالپوری۔ سردار وریام سنگھ صاحب رئیس بھاگووال اور سردار سکندر سنگھ صاحب رئیس وڈالہ گرنتھیاں اور بعض سرکاری افسران ۲ بجے کے قریب کاہلواں پہنچ گئے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس موقعہ پر اظہار تعزیت کے لئے مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ مع بعض دیگر احباب کے کاہلواں پہنچے۔ اس موقعہ پر سردار تیجا سنگھ صاحب اکالپوری اور سردار وریام سنگھ صاحب نے اظہار تعزیت کے لئے تقریریں کیں۔ سردار وریام سنگھ صاحب نے تقریر میں خاص طور پر احمدیہ جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ اس کے احباب قادیان اور اس کے علاقہ میں اکثر لوگوں کی غمی اور خوشی میں شرکت کر کے اپنے اچھے اخلاق کا ثبوت دیتے ہیں۔ جماعت کی طرف سے مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل نے اظہار تعزیت کے طور پر پنجابی میں تقریر کی۔ اس موقعہ پر مناسب لٹریچر بھی حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ (نامہ نگار)

مغربی افریقہ میں ملازمت کا شاندار موقعہ

فری ٹاؤن سیرالیون مغربی افریقہ میں ایک احمدی ایم۔ اے پاس خواہ سیکنڈ کلاس ہو۔ بطور استاد مطلوب ہے۔ پانچ چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ہوگی خواہشمند احباب انچارج احمدیہ مسلم مشنری فری ٹاؤن سیرالیون۔ مغربی افریقہ سے خط و کتابت فرمائیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)